بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۹۴ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم پنجشنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۶/۲۱ | ۱۷ ظہور ۱۳۴۶ ہش ۹ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ ۱۷ اگست ۱۹۶۷ء | نمبر ۱۸۲

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یاد رکھو دُعا جیسی کوئی چیز نہیں ہے

مومن کا کام ہے کہ ہمیشہ دُعا میں لگا رہے

"یاد رکھو دُعا جیسی کوئی چیز نہیں ہے اس لئے مومن کا کام ہے کہ ہمیشہ دعا میں لگا رہے اور اس استقلال اور صبر کے ساتھ دعا کرے کہ اس کو کمال کے درجہ تک پہنچا دے اپنی طرف سے کوئی کمی اور دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اور اس بات کی بھی پرواہ نہ کرے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا بلکہ

گر نباشد بدوست راہ بردن ٭ شرطِ عشق است در طلب مردن

جب انسان اس حد تک دعا کو پہنچاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس دعا کا جواب دیتا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا اور تمہاری دعا قبول کروں گا ۔ حقیقت میں دُعا کرنا بڑا ہی مشکل ہے ۔ جب تک انسان پورے صدق و وفا کے ساتھ اور صبر اور استقلال سے دعا میں لگا نہ رہے تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا ۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں جو دعا کرتے ہیں مگر بڑی بے دلی اور عجلت سے چاہتے ہیں کہ ایک ہی دن میں ان کی دعا مثمر بہ ثمرات ہو جاوے حالانکہ یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے ۔ اس نے ہر کام کے لئے اوقات مقرر فرمائے ہیں اور جس قدر کام دنیا میں ہو رہے ہیں وہ تدریجی ہیں ۔ اگرچہ وہ قادر ہے کہ ایک طرفۃ العین میں جو چاہے کر دے اور ایک کُنْ سے سب کچھ ہو جاتا ہے مگر دنیا میں اس نے اپنا یہی قانون رکھا ہے اس لئے دعا کرتے وقت آدمی کو اس کے نتیجہ کے ظاہر ہونے کے لئے گھبرانا نہیں چاہیئے ۔

یہ بھی یاد رکھو کہ دعا اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہو بلکہ چاہیئے کہ مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں انسان دعا کرے کیونکہ اس زبان میں وہ پورے طور پر اپنے خیالات اور حالات کا اظہار کر سکتا ہے اس زبان میں وہ قادر ہوتا ہے ۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵ و ۶)

مجالس انصار اللہ کا ہفتۂ تربیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس سال جملہ مجالس انصار اللہ کے لئے ہفتۂ تربیت و اصلاح مورخہ ۲۵ اگست سے ۳۰ اگست تک مقرر کیا گیا ہے ۔ ہر مجلس انصار اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان ایام میں مقررہ مضامین پر مناسب تقاریر کا انتظام کرے ۔ ہر مجلس کے زعیم کی یہ ذمہ واری ہے ۔ مقررین پہلے سے نامزد کر لئے جائیں ۔ مقررہ مضامین حسب ذیل ہیں ۔

(۱) جماعت کی رشتہ ناطہ کی مشکلات کا حل

(۲) خلافت کا مقام اور اس سے وابستگی

(۳) لین دین اور تجارتی دیانتداری کا اہتمام

(۴) مجالس انصار اللہ کے قیام کا مقصد

(۵) قرآن مجید سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق

(۶) خادموں اور ملازموں سے سلوک کے متعلق اسلامی تعلیم

مرکزی قیادت تربیت کی طرف سے علماء سلسلہ سے ان مضامین پر مختصر نوٹ لکھوائے گئے ہیں جو طبع کرا کر آج کل زعماء مجالس کے نام بذریعہ ڈاک بھجوائے جا رہے ہیں ۔ تقریر کرنے والے دوست ان سے استفادہ کر سکتے ہیں ۔

تمام زعماء مجالس انصار اللہ کا فرض ہے کہ اس ہفتہ تربیت کو پوری باقاعدگی سے اور موثر رنگ میں منائیں ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پورے خلوص سے خدمتِ سلسلہ کی توفیق بخشے آمین

نوٹ : اجتماعات کی رپورٹیں مرکزی دفتر میں بھجوائی جائیں ۔

خاکسار ابوالعطاءؔ جالندھری

قائد تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

اخبار احمدیہ

— ربوہ ۱۶ اگست ۔ آج بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں مکرم گیانی واحد حسین صاحب صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے ۔ کل بعد نماز مغرب مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم اے حصول علم کے متعلق اسلامی تعلیمات کے موضوع پر تقریر کریں گے ۔ مقامی احباب ان تقاریر سے مستفیض ہوں ۔

— مکرم محمد عنایت اللہ صاحب حیرت آف لیہ واقف عارضی ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں نیز مکرم کریم الدین صاحب آف سیالکوٹ تعلیم القرآن کلاس ربوہ سے واپسی پر بعارضہ اسہال شدید بیمار ہو گئے ہیں ۔ احباب ہر دو کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ۔ (نائب ناظر اصلاح و ارشاد)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۷؍ اگست ۱۹۶۷ء

۱۴ اور ۱۷ ؍ اگست

۱۴؍ اگست واقعی پاکستانیوں کے لئے بڑے جشن کا دن ہے۔ بیس سال ہوئے آج کے دن پاکستان مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن کے طور پر منودار ہوا تھا۔ تقسیم پنجاب کے موٹے اصول کے مطابق پورا ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل ہونا چاہیئے تھا لیکن لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ریڈیو پر جب تقسیم کا اعلان کیا اور غیر مسلموں اور مسلموں اور سکھوں کے لیڈروں سے تقسیم کا اعلان کروایا اس کے دوسرے ہی دن اس نے یہ خطرناک بات بھی بتائی کہ ہو سکتا ہے خاصکر ضلع گورداسپور کے بعض علاقے ہندوستان کو دے دیئے جائیں کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت اس ضلع میں بہت قلیل ہے۔ یہ مکارانہ چال بنیادی طور پر غلط تھی۔ مگر ماؤنٹ بیٹن کے اس اعلان سے ضلع گورداسپور کے مسلمانوں کو بہت دھوکا لگا تھا۔ بحیثیت مجموعی تحصیل بٹالہ میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ اس لئے یہ قیاس بے جا نہ تھا کہ اگر ضلع کو بھی تقسیم کیا گیا تو تحصیل بٹالہ جس میں قادیان دارالامان واقع ہے پاکستان میں آجائے گی۔

یہ اطمینان بے خدشہ نہیں تھا باؤنڈری کمیشن کی روش سے بے اطمینانی پیدا ہونا غیر متوقع نہیں تھی۔ تاہم جب عام اصول کے مطابق پورا ضلع گورداسپور ۱۴؍ اگست کے اعلان میں پاکستان میں شامل کیا گیا تھا۔ قادیان دارالامان میں بھی اس روز ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی اور سرکاری عمارتوں پر پاکستان کا جھنڈا لہرا دیا گیا تھا لیکن یہ خوشی ۱۷؍ اگست کی شام کو رنج و غم میں تبدیل ہو گئی۔ کیونکہ اس روز عین اس وقت جب ماہ صیام کی الوداعی دعا مسجد اقصےٰ میں کی جا رہی تھی باؤنڈری کمیشن کے اعلان کے مطابق تحصیل بٹالہ ہندوستان میں شامل کر دی گئی تھی۔ دوسرے دن عید تھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ستم ظریفی دیدہ دانستہ کی گئی تھی کہ جو دن مسلمانوں کے لئے انتہائی خوشی کا تھا وہ ضلع گورداسپور کے مسلمانوں بلکہ کہنا چاہیئے کہ تمام مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کے لئے ماتم کے دن میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔

مشرقی پنجاب کے باقی علاقے کے مسلمان تو ۱۴؍ اگست سے بھی پہلے سے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ تاہم ضلع گورداسپور میں خاصکر تحصیل بٹالہ میں یہ آفت عین عید کے روز نازل ہوئی۔ یہاں ہم تفصیل سے بیان نہیں کرنا چاہتے جو ظلم و ستم مشرقی پنجاب کے رہنے والے کلمہ گویوں پر ڈھایا گیا۔ یہ دردناک اور دلفگار داستانیں کچھ اخبارات میں کچھ کتابی صورت میں غیر منظم طور پر بیان ہوتی رہتی ہیں۔

اس اعلان کے بعد اہل قادیان نے تو خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑے حوصلے سے کام لیا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہدایات کے مطابق نماز عید بھی ادا کی اور پاکستان بننے کی خوشی بھی منائی۔ بعدہٗ ارد گرد کے مسلمان کنبے قادیان کو پناہ گاہ سمجھ کر قافلہ در قافلہ داخل ہونے لگے۔ صدر انجمن احمدیہ نے اجتماعی طور پر اور احمدیوں نے انفرادی طور پر بھی لٹتے پٹتے گھرانوں کو نہ صرف اپنے مکانوں میں پناہ دی بلکہ اناج کے تمام ذخیروں کے منہ کھول دیئے۔ اور پناہ گیروں کو پکا پکایا کھانا پہنچانے کا بندوبست منظم طور پر کیا گیا۔ روز بروز پناہ گیروں کی تعداد میں سینکڑوں ہزاروں کا اضافہ ہو رہا تھا۔ ان لٹے پٹے بے خانماں اور برباد گھرانوں کو سنبھالنا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ احمدیوں نے دن رات اپنا آرام چھوڑ کر ان لوگوں کو آرام پہنچانے کی حتی الوسع کوشش کی۔

پہلے چند روز تو خدا تعالےٰ کے فضل سے قادیان میں امن و امان رہا۔ لیکن یہ صورت دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ پاکستان سے تارکان وطن جوں جوں قادیان میں بھی آنے لگے۔ مسلمانوں کو زبردستی قادیان سے نکالنے کی مہم خود حکومت کی طرف سے چلائی گئی۔ اس سے جو تباہی ہوئی اور جو مصائب اہل قادیان پر ٹوٹے ان کے بیان کرنے کی قلم کو طاقت نہیں۔

ویسے بھی قادیان کو چھوڑنا ہمارے لئے سخت سوہان روح تھا مگر ناچار ہمیں اس کو چھوڑنا پڑا۔ تاہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جس طرح منظم طور پر احمدیوں کو ہی نہیں بلکہ اکثر غیر از جماعت لوگوں کو بھی قادیان سے نکالا۔ اس کی نظیر ہجرتوں کی تاریخ میں ناپید ہے۔ یہاں اس کی تفصیل میں جانے کی نہ تو گنجائش ہے۔ اور نہ ضرورت۔ اس کے باوجود خدا کے فضل سے قادیان کا مقدس مقام اب بھی احمدیوں کے قبضہ میں ہے اور مسجدوں سے اب بھی پانچ وقت اذان بلند ہوتی ہے۔

جو بات ہم یہاں کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کی جو خوشی ہے۔ اس نے اس تمام درد و آلام کو بھلا دیا ہے۔ جو اہل قادیان اور مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کو دیکھنے پڑے۔ نعمتیں بغیر تکالیف کے نہیں ملتیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ پاکستان کے بیس سالہ ارتقا کو اور بھی اوپر اٹھانے کا بندوبست کریں۔ اور ۱۴؍ اگست کو مسلمانوں کی نجات کا دن سمجھ کر ہمیشہ اس کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے خوشی مناتے رہیں۔ اور جو مسلمان ہندوستان میں رہ گئے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ وہ اسلام پر قائم رہتے ہوئے ترقی کریں۔ اور پوری استقامت اور حوصلہ مندی سے زندگی بسر کریں۔ انشاء اللہ جلد ہی دنیا کے ایسے حالات ہو جائیں گے کہ غیر دینیت اور لامذہبیت دنیا سے کوچ کر جائے گی۔ اور خلق خدا واحد خدا کی پرستار بن جائے گی۔

اے خدا ایسا ہی ہو۔

ترانۂ پاکستان

— از مکرم عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے —

دیس ہے پاکستان ہمارا۔ دیس ہے پاکستان

پاک وطن کے رہنے والے سب ہیں بھائی بھائی
ہم اس گھر کے رکھوالے ہیں اس گھر کے شیدائی
پنجابی ہوں بنگالی ہوں۔ سندھی یا افغان

دیس ہے پاکستان ہمارا۔ دیس ہے پاکستان

ایک ہی اُمّت۔ ایک ہی ملّت ایک ہماری ذات
ایک خدا کے ماننے والے۔ ایک ہماری بات
ایک نبی کے پروانے ہیں ایک ہماری جان

دیس ہے پاکستان ہمارا۔ دیس ہے پاکستان

ہم نے اپنی خاک میں کھو کر پایا یہ انعام
کون بھلا جھٹلا سکتا ہے پاک وطن کا نام
پاک وطن ہے اختر ہم پر اللہ کا احسان

دیس ہے پاکستان ہمارا دیس ہے پاکستان

کوپن ہیگن میں سب سے پہلی مسجد کے افتتاح پر

ڈنمارک سے شائع ہونے والے با اثر اخبارات کے ادارتی مقالے

"یہ مسجد اسلام کی قوت و عظمت کا ایک درخشندہ نشان ہے"

"جماعت احمدیہ نے فی زمانہ اسلام کی تبلیغی جدوجہد کا حیران کن مظاہرہ کیا ہے"

"ان لوگوں کی ہمت قابلِ داد ہے کہ انہوں نے بہت تھوڑی مدت میں یہ کچھ کر دکھایا"

ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں سکنڈے نیویا کی سب سے پہلی مسجد کا افتتاح جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۱ جولائی ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک ایک سادہ اور پُروقار تقریب میں اس تاریخی مسجد کا افتتاح فرمایا تھا۔ ڈنمارک کے کثیرالاشاعت اور باثر روزناموں نے اس واقعہ کو خاص اہمیت دی۔ انہوں نے نہ صرف مسجدِ ڈنمارک (جو مسجدِ نصرت جہاں کے نام سے موسوم ہے) اور اس کی افتتاحی تقریب کے فوٹو اور تفصیلی خبریں شائع کیں بلکہ تقریباً تمام نامور روزناموں نے اپنے ادارتی مقالوں میں ڈنمارک کی تاریخ کے اس عظیم واقعہ پر تبصرہ کرنا ضروری سمجھا۔ الاّ ماشاء اللہ۔ یہ تبصرے بالعموم مخالفانہ جذبہ کے ماتحت لکھے گئے ہیں لیکن ساتھ ہی ان میں جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو سراہ کر عیسائیت کے گڑھ میں مسجد کی تعمیر کو اسلام کی قوت و عظمت کا درخشندہ نشان قرار دیا گیا ہے۔

جہاں تک ان اخباروں میں سے بعض کے مخالفانہ جذبہ کا تعلق ہے وہ بھی انشاء اللہ العزیز آگے چل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ایک نئے رنگ میں آشکار کرنے کا موجب ہوگا۔ بعض اخبارات نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اسلام ڈنمارک میں وسیع پیمانہ پر نہیں پھیل سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے بموجب اسلام بہرحال یورپ میں بھی غالب آکر رہے گا۔ یہ خدائی تقدیر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی۔ جب آگے چل کر یہ انہونی بات وقوع پذیر ہوگی اور وہ اور ان کی نسلیں اسلام میں داخل ہوں گی اور ضرور ہوں گی تو پھر ان کے یہ مخالفانہ نوعیت کے موجودہ دعوے اسلام بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ایک نئے رنگ میں آشکار کرنے کا موجب بنیں گے۔ اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ یہ صداقت بھی پوری شان اور آب و تاب کے ساتھ آشکار ہوگی کہ ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ذیل میں ڈنمارک کے چار بااثر روزناموں کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے:۔

۱

سب سے پہلے کوپن ہیگن سے شائع ہونے والے روزنامہ "کرسٹلی ڈاؤ بلیڈ" (KRISTELIG DAGBLAD) کے ادارتی مقالہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ اس اخبار کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کلیسائے ڈنمارک کا ترجمان اور وہاں کے عیسائی حلقوں کا مقبول ترین اخبار ہے۔ اس نے اپنے ادارتی مقالہ میں ڈنمارک جیسے عیسائی ملک میں سب سے پہلی مسجد کی تعمیر کو جماعتِ احمدیہ کا عظیم کارنامہ قرار دیا ہے اور تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں جماعت کی مساعی کو سراہا ہے۔ یہ عیسائی اخبار اپنے ۲۱۔ جولائی ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں رقمطراز ہے:۔

"ڈنمارک میں پہلی مسجد کا افتتاح"

"ڈنمارک میں مسجد! آج سے بیس تیس سال قبل یہ تصور ہی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ ڈنمارک میں بھی کوئی مسجد تعمیر ہو سکتی ہے۔ اس وقت ایسا خیال مضحکہ خیز شمار ہوتا اور اس پر قہقہے بلند کئے جاتے۔ بہرحال یہ ماننا پڑے گا کہ اسلام کی اس شاخ (یعنی جماعتِ احمدیہ۔ ناقل) نے فی زمانہ تبلیغی جدوجہد کا حیران کن مظاہرہ کیا ہے اور اس میدان میں اس نے بڑی حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ بالخصوص افریقہ میں اس نے جو کامیابی حاصل کی ہے وہ کسی لحاظ سے کم نہیں ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈنمارک میں اس جماعت کی ترقی کے امکانات ہیں یا نہیں؟ ہمارے نزدیک اگر مارمن اور یہوواہ فرقوں کے لوگ دوسروں کو اپنا ہم خیال بنا سکتے ہیں تو یہاں اسلام کو پَیرو کیوں نہیں مل سکیں گے؟ یہ درست ہے کہ اس وقت تک ڈنمارک میں اس جماعت کے ممبر بہت تھوڑے ہیں لیکن اس تعلق میں ہم یہ یاد دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہی بات مسلمان ممالک میں عیسائیت قبول کرنے والوں پر صادق آتی ہے۔ ان ممالک میں وہ خود بہت قلیل تعداد میں ہیں تاہم اس سلسلہ میں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہمارے ملک میں مکمل مذہبی آزادی ہے جبکہ مسلم ممالک میں عیسائیت قبول کرنے کے نتیجہ میں جان کو خطرہ لاحق ہونا یا کم از کم خطرناک معاشرتی نتائج سے دوچار ہونا ایک لازمی امر ہے۔

ہم آج کی خبر کا نوٹس لینا ضروری سمجھتے ہیں اور ہم تو ان لوگوں کی ہمت اور حوصلہ کی داد دینے کے لئے بھی تیار ہیں جس کے بل پر انہوں نے نسبتاً بہت تھوڑی مدت میں یہ کچھ کر دکھایا۔

اس امر کا احساس ہمارے لئے چنداں دُکھ اور تکلیف کا موجب نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً عین ایسے وقت میں جبکہ اسرائیل اور دنیائے عرب کے درمیان کشیدگی زوروں پر ہے ۔۔ اسلام حقیقتاً ہم سے اتنا دُور اور اتنا متروک نہیں ہے جیسا کہ اسے ہمارے آباؤ اجداد

عام طور پر یقین کرتے تھے۔

اسلام کی قوت اور عظمت کا یہ ایک درخشندہ نشان ہے جس کا تعمیر مکمل ہونے کے بعد آج افتتاح ہوا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر یہ مسجد اہلِ کلیسا کو دونوں مذاہب (اسلام اور عیسائیت) کا اصل باہمی فرق معلوم کرنے اور اس پر اپنی توجہ مرکوز کرنے پر آمادہ کر دے۔ باہمی فرق کو گاہے گاہے اچھالا تو بہت جاتا ہے لیکن دراصل اس فرق کا کوئی جواز موجود نہیں ہوتا۔ جو لوگ اصل حقیقت سے آگاہ ہیں ان کا یہ کہنا کہ عیسائی مشنوں نے ابھی تک مسلمانوں کو مخاطب کرنے کا صحیح ڈھنگ نہیں سیکھا۔ اس لحاظ سے بھی کوپن ہیگن کی مسجد کلیسا کے لئے ایک پُر زور یاددہانی کا کام دے سکتی ہے۔"

(KRISTELIG DAGBLAD 21st July 1967)

۲

روزنامہ "BERLINGSKE TIDENDE" ڈنمارک کا قومی اخبار ہونے کے باعث وہاں کا سب سے زیادہ بااثر اخبار شمار ہوتا ہے۔ ہرچند کہ اُس نے مسجد ڈنمارک کے افتتاح پر مخالفانہ جذبہ کے ماتحت اداریتی مقالہ لکھا ہے تاہم اس نے چاروناچار اِس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مذہبی افراتفری اور ابتری کے موجودہ دَور میں اشاعتِ اسلام کی مساعی کے بارآور ہونے کا امکان ہے۔ وہ اپنی ۲۴ر جولائی ۶۷ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"ڈنمارک میں مسجد"

"ڈنمارک میں اسلام کی تبلیغی مساعی کا آغاز ۱۹۵۰ء کے اواخر میں ہوا تھا لیکن چند ماہ پیشتر قرآن کے ڈینش ترجمہ کی اشاعت اور اب حال ہی میں وِی ڈورا (HVIDOURE) میں ایک مسجد کے افتتاح کے ذریعہ اسلام کی یہ تبلیغی مساعی پہلی بار نمایاں اور مؤثر طور پر منصۂ شہود پر آئی ہیں۔ ڈنمارک میں اسلام کی یہ تحریک اپنی خواتین کی بین الاقوامی انجمن کے فراہم کردہ وسائل سے یہ مسجد تعمیر کرنے کے قابل ہوئی ہے۔ اس کے اراکین کی تعداد اتنی زیادہ نہیں ہے کہ وہ مقامی طور پر اپنی تبلیغی مہم کو کامیابی سے چلا سکے۔ خود احمدیہ مشن کی اپنی اطلاع کے مطابق اس وقت ڈینش مسلمانوں کی تعداد ایک سَو سے کچھ اوپر ہوگی۔ اس ملک میں مستقل یا عارضی طور پر رہائش رکھنے والے غیرملکی مسلمانوں کی ایک محدود تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جماعت اپنے پھیلاؤ کے لحاظ سے ڈنمارک کے درمیانہ درجہ کے گھروں میں رہنے والے متوسط طبقہ کے مکینوں کی کسی ایسوسی ایشن سے بڑی نہیں قرار دی جاسکتی ہے۔ اور یہ تقابل یہاں پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔

ہرچند کہ اس امر کے کوئی آثار نہیں ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر کی وجہ سے جو سکنڈے نیویا کی سب سے پہلی مسجد ہے اس ملک میں اسلام قبول کرنے کی ایک رَو چل پڑے گی۔ تاہم موجودہ زمانہ میں مذہب سے کھچاؤ اور دُوری اور دنیا میں رونما ہونے والی دُور رس تبدیلیاں روحانی بگاڑ کی ایک واضح علامت ہیں۔ اور غالباً اسی امر کے پیشِ نظر ہی مسلمانوں نے خاص اس مرحلہ پر مسجد کی تعمیر کو ضروری خیال کیا ہے۔ اسلام جو دنیا کے بڑے بڑے مذاہب میں سے سب سے آخر میں رونما ہونے والا مذہب ہے۔ اب عیسائی یورپ میں پاؤں جمانے اور وہاں مقام پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اس برِاعظم میں اسلام کے پھیلنے اور غالب آنے کے امکانات تو اُس وقت ہی معدوم ہوگئے تھے جب یورپ کے جنوبی حصّوں میں عربوں کی سیاسی قوت اور ان کے بعد ترکوں کا اثر ونفوذ ہزیمت سے دوچار ہوکر خاک میں مِل گیا تھا۔ اس کے بعد مشرق و مغرب میں مذہبی رابطہ کا رُخ یکسر بدل گیا اور وہ اس طرح کہ اُلٹا ان علاقوں میں جہاں اسلام غالب تھا عیسائی مشنریوں نے پہنچنا شروع کر دیا۔

فی زمانہ اسلام کی طرف سے یورپ میں داخل ہونے اور اثر پیدا کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اب اسے پہلے کی طرح دنیا میں عربوں کی متحدہ قوت اور اس کے مستحکم مراکز سے کوئی تائید و حمایت حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن یورپی معاشرہ کو مذہب سے محروم کرکے اسے سراسر مادی سانچے میں ڈھالنے کی رَو دن بدن بڑھ رہی ہے اس کے نتیجہ میں جو مذہبی افراتفری اور ابتری پیدا ہو رہی ہے اس میں اشاعتِ اسلام کی مساعی کے پنپنے اور بارآور ہونے کا امکان ہے۔ فی زمانہ ذرائع رسل و رسائل کی ترقی کے باعث برِاعظم ایک دوسرے کے قریب آگئے ہیں اور دنیا ایک لحاظ سے سمٹ کر چھوٹی ہوگئی ہے۔ اس صورتِ حال نے بھی بڑے بڑے مذاہب کے جلد جلد اور براہ راست ایک دوسرے سے متصادم ہونے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اِس صورتِ حال میں عیسائی کلیسیا کے لئے کوئی بات نئی یا انوکھی نہیں ہے۔ کیونکہ کلیسیا کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ وہ ایسے علاقوں اور اقوام میں اپنے پیغام کی اشاعت کرے جن میں دوسرے مذاہب کو بالادستی حاصل ہو لہذا ڈنمارک میں مسجد کی تعمیر فی ذاتہ اس امر کی متقاضی نہیں کہ کلیسیا اپنے طریقِ کار میں کوئی تبدیلی کرے۔"

(BERLINGSKE TIDENDE 24th. July 1967)

۳

کوپن ہیگن سے شائع ہونے والے روزنامہ "AKTUELT" وہاں کے ان اخبارات میں سے ہے جنہوں نے ڈنمارک میں پہلی مسجد کی تعمیر کو چنداں اہمیت نہ دیتے ہوئے اِس امکان کو خارج از بحث قرار دیا ہے کہ اسلام ڈنمارک میں وسیع پیمانہ پر پھیل سکتا ہے۔ اِسی پربس نہیں اُس نے اِس موقع پر اسلام پر ناروا حملے کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھا۔ وہ اپنے ۲۲ر جولائی ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں رقمطراز ہے

وِی ڈورا کی مسجد

"اسلام کی ایک چھوٹی سی شاخ اِس ملک میں بھی موجود ہے — اس حقیقت کی واحد ظاہری علامت وِی ڈورا کی نوتعمیرشدہ مسجد ہے۔ ٹوبورگ (TUBORG) کے نزدیک جو مینار ہے وہ اِس تعلق میں قطعاً کوئی اہمیت نہیں رکھتا (کیونکہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مترجم) یہ باور کرنے کی ضرورت نہیں کہ مستقبل میں عرب کا یہ قدیمی مذہب یہاں بھی وسیع پیمانہ پر پھیل جائے گا۔ اِس مسجد کو اپنے مذہبی امور کی سرانجام دہی سے قطع نظر بہرطور یہ اہمیت ضرور حاصل ہے کہ یہ واضح ثبوت ہے اِس بات کا کہ اِس ملک میں مذہبی آزادی کا دَور دَورہ ہے۔

مغربی دنیا مذہب کے معاملہ میں عربوں کی ممنونِ احسان نہیں ہے۔ یہاں سب سے پہلے عیسائیت ہی آئی اور وہی آج کے دن تک یہاں غالب ہے اور اسی طرح غالب ہے جس طرح کہ مشرقِ قریب میں اسلام کو غلبہ حاصل ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود اِس امر کو تسلیم کیا ہے کہ اُن کا بہت کچھ مدار یہودی اور عیسائی مذاہب پر ہے۔ لیکن یہ بتا دینا ضروری ہے کہ بعد میں جو حالات رونما ہوئے وہ دونوں مذاہب (اسلام اور عیسائیت) کے نقطۂ نظر سے مختلف اور متضاد نوعیت کے حامل تھے۔

عیسائی دنیا میں ارادہ اور اختیار کی آزادی غالب آتی چلی گئی۔ برخلاف اِس کے اسلامی دنیا میں شروع ہی سے بڑی حد تک یا کسی حد تک تقدیر اور جبر کا پہلو غالب رہا ہے۔ اِس تصوّر نے مسلمان ملکوں اور مسلمانوں پر اثر انداز ہونے میں اِس درجہ نمایاں کردار ادا کیا ہے کہ جس کا اندازہ لگانا بھی ممکن نہیں۔ وجہ اِس کی یہ ہے کہ قرآن کو گویا مسلمانوں کے نزدیک ابتداء ہی سے معاشرتی اور سیاسی بائبل کی حیثیت حاصل رہی ہے۔

لفظاً اور معناً تقدیر کے قائل اس مذہب نے عرب ممالک کو پسماندہ رکھنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اس کے بالمقابل دورِ جدید کے اسرائیل کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اُس نے اس نکتہ کو سمجھ لیا کہ ملک کے ترقیاتی کاموں کو مذہب سے بے تعلق رکھنا ضروری ہے۔

اسلام اپنی تاریخ میں ایسی ترقی سے صرف ایک دفعہ ہی ہمکنار ہوا تھا یہ بات ہے ازمنہ وسطیٰ کی جبکہ عرب سائنس اور عرب آرٹ نے قدیم یونانی اور لاطینی روایات کا سہارا لے کر جنوبی یورپ کے وسیع حصوں پر اپنے اثر و نفوذ کے نقوش ثبت کئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب سیاحوں نے عرب کی خوشحال سرزمین کے متعلق بہت کچھ لکھا اور اس سلسلہ میں بہت سی تصانیف معرضِ وجود میں آئیں۔

وِڈوورا کی مسجد اُس مذہب کی جو عرب کی پسماندہ و خستہ حال سرزمین میں اب بھی زندہ ہے بہت بعد میں پھوٹنے والی ایک چھوٹی سی شاخ کی حیثیت رکھتی ہے اس موجودہ وقت میں اللہ اور اس کے رسول کو یہاں پیرو حاصل کرنے میں بہت دقت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔“

(AKTULET July 22, 1967)

نوٹ:۔ روزنامہ مذکور کا مندرجہ بالا ایڈیٹوریل وہاں کے ایک اور اخبار ”SVENDBORG AVIS“ کے ۲۲ جولائی ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں بھی شائع ہوا۔

ایک اور اخبار LOLLANDS TIDENDE نے بھی اگرچہ یہی لکھا ہے کہ اسلام کے ڈنمارک میں غالب آنے کا کوئی امکان نہیں ہے تاہم اس نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ اب حالات بدلے ہوئے ہیں کیونکہ مسجد کی تعمیر کی وجہ سے خود ڈنمارک میں اسلام اور عیسائیت کے درمیان مقابلہ کی طرح پڑ چکی ہے اس نے لکھا ہے کہ یہ صورتِ حال ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے اور اس چیلنج کو بہرحال قبول کرنا ہوگا اس نے خبردار کیا ہے کہ مسجد کی تعمیر اس امر کی آئینہ دار ہے کہ ڈنمارک کی مسلم تحریک کے پیچھے پُرعزم اور فعال دماغ کارفرما ہیں کلیسا یہ کہکر مسجد کی تعمیر کو نہیں ٹال سکتا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں ہے وہ اپنی ۲۵ جولائی ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں رقم طراز ہے:۔

”کلیسا اور مسجد“

”آج مسلمانوں کا مذہب یعنی دینِ اسلام ڈنمارک میں پھیلایا جا رہا ہے کوپن ہیگن کے علاقہ وِڈوورا میں پہلی مسجد تعمیر ہو گئی ہے اور اس کا افتتاح بھی عمل میں آچکا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ خود ڈنمارک کے کلیسا نے اپنے داخلی حالات کا جائزہ لینے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تیار کرنے کی غرض سے باقاعدہ ایک کمیشن مقرر کر رکھا ہے اس مسجد کا نوٹس لینا اور اسے قابل اعتنا سمجھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

عیسائیت ڈنمارک میں ایک ہزار سال کے بھی زائد عرصہ سے قائم چلی آرہی ہے اور یہاں ایسے مناد (مرد بھی اور عورتیں بھی) موجود ہیں جنہوں نے ایسے ممالک میں عیسائیت کا پیغام پہنچایا ہے جہاں اسلام ایک مذہب کی حیثیت سے بہت مقبول ہے۔ لیکن آج صورتِ حال مختلف ہے اب خود ڈنمارک میں اسلام اور عیسائیت کے درمیان مقابلہ کی طرح پڑ چکی ہے۔ کلیسا کی اصلاحی تنظیم کو جسے ”داخلی مشن“ کے نام سے موسوم کیا جاتا رہا ہے۔ آئندہ اس ”داخلی مشن“ کو خود اپنے ہی گھر میں کلیسا اور مسجد کی باہمی مخالفت کی شکل میں نئی سرگرمی اور جدوجہد کا مظاہرہ کرنا ہوگا

وہ ممالک جن میں ہم اپنے مناد بھیجا کرتے تھے اب جواباً ہمارے ہاں مناد بھیج رہے ہیں اور ہمارا قرض چکانے پر تُل گئے ہیں۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ اب حالات بدلے ہوئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس غیر ملکی مذہب اور اس کی تعلیم کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ اسی سطح پر اور وہی سلوک کیا جائے گا جو دیگر مذاہب کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے کیونکہ ڈنمارک میں کُل مذہبی آزادی ہے۔ البتہ یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اس غیر ملکی مذہب کے بارہ میں عوام کا ردّ عمل کیا ہوگا؟

یہ امر محتاجِ بیان نہیں کہ ڈنمارک میں بڑی تیزی سے مسلمانوں کی ایک جماعت معرضِ وجود میں آچکی ہے اور جس رفتار سے مسجد کی تعمیر عمل میں آئی ہے وہ اس امر کی آئینہ دار ہے کہ ڈنمارک کی مسلم تحریک کے پیچھے پُرعزم اور فعال دماغ کارفرما ہیں۔ اسبات کو تو کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا کہ سارا ڈنمارک حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے گا۔ لیکن کوپن ہیگن کے علاقہ وِڈوورا میں جس سرگرمی کا ثبوت منظرِ عام پر آیا ہے وہ اپنی وسعت کے لحاظ سے اس نوعیت کی ہے کہ کلیسا اس موقف کا سہارا نہیں لے سکتا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ڈنمارک جو پہلے بیرونی دنیا میں عیسائی مناد بھیجا کرتا تھا اب خود تبلیغی سرگرمیوں کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ یہ صورتِ حال ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے اور اس چیلنج کو بہرحال قبول کرنا ہوگا۔ اگر وِڈوورا میں مسجد کی تعمیر سے چوکنا ہو کر کلیسا کا مقرر کردہ کمیشن سرگرمی سے مصروفِ عمل رہے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تیار کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ہمارے اپنے نقطۂ نگاہ سے بھی مسجد کی تعمیر بے فائدہ ثابت نہ ہوگی۔“

LOLLANDS TIDENDE
July 25 1967

ہفتہ تحریک جدید کی سب سے پہلی رپورٹ

سیکرٹریان تحریک جدید فوری توجہ فرمائیں

سبقت کا مقام چونکہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے اسلئے ہفتہ تحریک جدید جو یکم تا ۷ اگست ۱۹۶۷ء منایا گیا کے سلسلہ میں جو سب سے پہلی رپورٹ موصول ہوئی ہے اس کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ یہ رپورٹ مکرم حکیم مرغوب اللہ صاحب سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ شیخوپورہ کی طرف سے ہے جو ۱۱۹۲/۰ روپے کی وصولی کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

”اس میں کچھ روپیہ پچھلے ماہ کے آخری ایام کی وصولی ہے اور باقی ہفتہ تحریک جدید کی جو مکرمی چوہدری عبدالسمیع صاحب اور دو تین خدام احمدیہ کی محنت کا ثمرہ ہے۔“

اللہ تعالیٰ چندہ دینے والوں اور چندہ اکٹھا کرنے والے کارکنان کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین

تحریک جدید کے ہفتہ کی رپورٹیں اسی طرح مختصر اور ٹھوس آنی چاہئیں

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کا گلے کا اپریشن میو ہسپتال میں ہوا تھا۔ پہلے سے کسی قدر افاقہ ہے۔ بہرحال کمزوری کافی سے زیادہ ہے۔ دعا کی درخواست ہے

(ملک مبارک احمد متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

۲۔ میری خالہ صاحبہ عرصہ دراز سے بیمار چلی آرہی ہیں اور لائلپور کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ مبارک احمد سترہا شکار پور)

۳۔ میں اس وقت ایک بہت بڑی کاروباری لائن کے ٹیسٹ دینے میں مصروف ہوں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین

(مستری نذیر احمد عربین گلف پوسٹ بکس نمبر ۵۷۶)

۴۔ اہلیہ صاحبہ مکرم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب ساکن راولپنڈی پتہ میں پتھری ہونے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب سے ان کی صحت کے متعلق درخواست دعا ہے۔ (خاکسار محمد بخش ربوہ)

۵۔ مکرم ملک ظفر احمد صاحب طاہر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اڈہ ضلع مظفرگڑھ بعارضہ سوزش معدہ اور دل کی تکلیف سے بیمار ہیں۔ (محمد اکرام الحق سکرٹری مال کوٹ ادو)

۶۔ میرے لڑکے مسیح اللہ نے موضع پیرا میں زمین لی ہے جس کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو گیا ہے اور اس وجہ سے سخت پریشانی ہے۔

(میاں چراغ الدین احمدی قلعہ سوبھا سنگھ ضلع سیالکوٹ)

۷۔ میرا لڑکا ایاز احمد طالب علم ششم کلاس کو چھٹیوں پر درخت پر سے گر جانے کی وجہ سے سخت چوٹیں آئی تھیں اور دونوں بازو بھی ٹوٹ گئے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بازو تو درست ہو گئے ہیں لیکن کمزوری بہت زیادہ ہے۔ بچہ خدمت اسلام کے لئے وقف ہے۔ سکول کھلنے میں صرف چند دن رہ گئے ہیں۔ لہٰذا احباب کرام کی خدمت میں عاجزانہ التماس ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور خدمتِ اسلام کی توفیق بخشے آمین

(مجیدہ بیگم اہلیہ چوہدری مقصود احمد معرفت وقف جدید ربوہ ضلع جھنگ)

۸۔ خاکسار کے ماموں جان سیٹھی عبدالحمید صاحب پشاور میں بہت بیمار ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد از جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار شیخ عبدالخالق

۹۔ میں ۷ ماہ کی رخصت قبل ریٹائرمنٹ پر اپنی بیوی اور لڑکی امۃ الرشید کے ہمراہ ۲۰،۲۱ اگست ۶۶ء کو اپنی کار میں براستہ دلبندین (DAL BANDIN) ایران۔ عراق سیریا۔ ترکی۔ یونان۔ بلغاریہ۔ یوگوسلاویہ آسٹریا مغربی جرمنی اور بلجیم انگلستان جا رہا ہوں۔ اپریل ۶۷ء میں حج یا عمرہ کرکے بذریعہ کار ہی واپس آنے کا ارادہ ہے۔ احباب جماعت۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر اور حضر میں ہمارا حافظ و ناصر ہو اور بخیر و عافیت ہمیں واپس لے آئے۔ آمین ثم آمین۔

(شیخ عبدالرحمٰن سیکشن آفیسر ریلوے ونگ وزارت مواصلات حکومت پاکستان اسلام آباد)

۱۰۔ میرا لڑکا کریم احمد طاہر آجکل دورہ پر گیا ہے اس عزیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ اسے ملک و قوم اور سلسلہ کے لئے مفید وجود بنائے۔

(مدثر دین ڈرگ روڈ کراچی)

۱۱۔ خاکسار کا کاروبار رکا ہوا ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ (شیخ بشیر احمد لیہ مرچنٹ دوکان)

۱۲۔ میں عرصہ ایک سال سے بیمار اور پریشان ہوں (مرزا عبدالغنی کریم پارک گجا دلی روڈ لاہور)

۱۳۔ برادرم عبدالمجید صاحب پسر میاں فیروزدین صاحب مرحوم صحابی حضرت مسیح موعودؑ کافی دیر سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں

(شریف احمد کلرک سیالکوٹ)

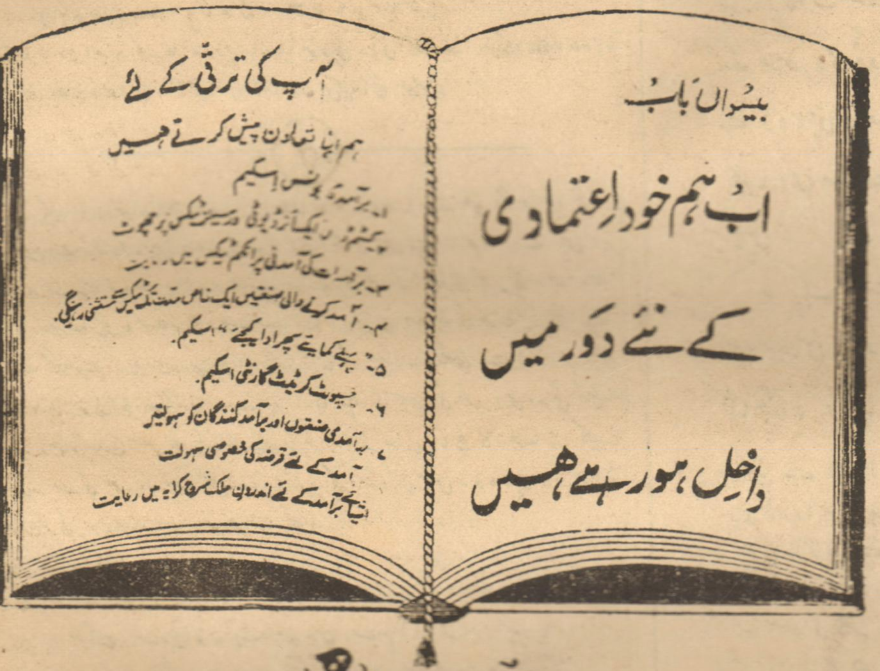

ہماری درآمد کا انحصار ہماری برآمد پر ہے

سلامتی اور خوشحالی کے لئے
زیادہ سے زیادہ
برآمد کیجئے

برآمد میں سہولت کے لئے رجوع کیجئے:
ایکسپورٹ پروموشن بیورو
حکومت پاکستان
کراچی۔ ڈھاکہ۔ لاہور۔ کھلنا۔ چٹاگانگ۔ پشاور۔ سیالکوٹ۔ ملتان اور حیدرآباد

D.F.P ORIENT

کوٹھی برائے فروخت

ایک عدد کوٹھی محلہ دارالبرکات نزد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ جو ایک ہال کمرے۔ دو سٹور۔ چار بڑے کمرے باورچی خانے۔ غسل خانے۔ بیت الدعا۔ اور دو عدد بیت الخلاء کے علاوہ دو برآمدوں پر مشتمل ہے برائے فروخت موجود ہے۔ خواہشمند احباب درج ذیل پتہ پر خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ یا خود ملاقات کرکے قیمت کا تصفیہ کر سکتے ہیں۔

حکیم سراج دین احمد فضلی دواخانہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر مع مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے (اس) وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۸۸۷۵

میں حمیدہ بیگم زوجہ نور الٰہی قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۵ء ساکن شیر پور ڈاکخانہ محمد آباد ضلع تھرپارکر مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ دسمبر ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ (۱) حق مہر مبلغ ۱۶۵/- روپے تھا جن کے عوض میں نے ۱½ تولہ کے کانٹے لئے تھے جو مجھ سے چوری ہو گئے۔ اس وقت میرا کوئی زیور نہیں (۲) زرعی زمین واقع چک ۲۶ تحصیل تحصیل و ضلع لائل پور رقبہ ۱۲ کنال جس کی موجودہ مالیت تین ہزار روپے ہے۔

میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں۔ یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے (شرط اول ایک روپیہ) الامۃ: نشان انگوٹھا حمیدہ بیگم زوجہ نور الٰہی

گواہ شد:- نور الٰہی خاوند موصیہ شیر پور P.O محمد آباد

گواہ شد:- اللہ بخش ولد رحمت اللہ وقف عارضی کنری

مسل نمبر ۱۸۸۷۶

میں نور الٰہی ولد ولی محمد قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن شیر پور ڈاکخانہ محمد آباد ضلع تھرپارکر۔ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ سالانہ آمد پر ہے جو اس وقت چار سو روپے ہے میں اپنے والد صاحب کے ساتھ کھیتی باڑی کا کام شیر پور میں کرتا ہوں۔ میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر بھی ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے

(شرط اول -/۱ روپیہ)

العبد نور الٰہی ولد دین محمد بمقام شیر پور ڈاکخانہ محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر۔

گواہ شد: اللہ بخش ولد رحمت اللہ وقف عارضی کنری

گواہ شد: محمد حسین سیکرٹری مال محمد آباد سٹیٹ ٹالہی محمد آباد سٹیٹ

مسل نمبر ۱۸۸۷۷

میں ناصرہ سلطانہ زوجہ غلام احمد عطاء قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محمد آباد ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے اس جائداد کے علاوہ میری کوئی آمد نہیں ہے۔

(۱) میرا حق مہر مبلغ ایک ہزار روپے ہے جس میں سے نصف میں وصول کر چکی ہوں۔

(۲) میرا زیور حسب ذیل ہے۔

طلائی کنگنے وزنی ۲ تولہ
لونگ وزنی سوا تولہ
کانٹے وزنی سوا تولہ
انگوٹھیاں وزنی ۸ ماشے
بالیاں وزنی ۴ ماشے

کل وزن ۶ تولے ۶ ماشے
کل مالیت -/۸۱۳ روپے

(۳) ایک عدد سلائی مشین پرانی مالیتی -/۲۵۰ روپے

میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ سمجھی جائے۔ (شرط اول -/۲ روپے)

الامۃ: ناصرہ سلطانہ۔ زوجہ چوہدری غلام احمد عطاء محمد آباد اسٹیٹ۔ ریلوے سٹیشن ٹالہی ضلع تھرپارکر

گواہ شد: محمد حسین سیکرٹری مال۔ محمد آباد سٹیٹ

گواہ شد: عنایت اللہ اکونٹنٹ محمد آباد سٹیٹ

مسل نمبر ۱۸۸۷۸

میں عبدالباسط ناصر عبدالمجید خان قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت -/۱۲۸ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت یکم مئی ۱۹۶۷ء سے نافذ کی جائے۔

العبد: عبدالباسط ناصر سیکنڈ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام مڈل سکول محمد آباد سٹیٹ۔ بواسطہ ٹالہی۔

گواہ شد: محمد حسین سیکرٹری مال محمد آباد اسٹیٹ

گواہ شد: عنایت اللہ اکاؤنٹنٹ۔ محمد آباد سٹیٹ بواسطہ۔ ٹالہی۔ ضلع تھرپارکر۔

مسل نمبر ۱۸۸۷۹

میں نور بیگم زوجہ ولی محمد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۱ء ساکن محمد آباد ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد موجودہ اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے اس جائداد کے علاوہ میری کوئی آمد نہیں۔

(۱) حق مہر مبلغ -/۳۲۱ روپے جو میں نے وصول کر لئے ہیں۔

(۲) میرا زیور حسب ذیل ہے۔

طلائی کانٹے وزنی ۱½ تولہ
انگوٹھی وزنی ۶ ماشے
ڈنڈیاں وزنی ۶ ماشے

کل قیمت -/۳۱۳ روپے۔

۳۔ ایک عدد سلائی مشین سنگر پرانی -/۲۵۰ روپیہ

میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ (شرط اول -/۱ روپیہ)

الامۃ: نور بیگم زوجہ ولی محمد محمد آباد سٹیٹ ضلع تھرپارکر۔

گواہ شد:- اسسٹنٹ منیجر محمد آباد سٹیٹ ولی محمد

گواہ شد:- محمد حسین سیکرٹری مال۔

مسل نمبر ۱۸۸۸۰

میں امۃ القیوم بنت محمد عبداللہ قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کریم نگر ڈاکخانہ ٹالہی ضلع تھرپارکر مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۱۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ دس روپے جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

(۲) اس ماہوار آمد کے علاوہ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک عدد رسٹ واچ جس کی موجودہ قیمت یک صد روپیہ ہے۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ سمجھی جائے

الامۃ: امۃ القیوم بنت محمد عبداللہ صاحب کریم نگر۔ ڈاکخانہ ٹالہی ضلع تھرپارکر۔

گواہ شد:- محمد عبداللہ والد موصیہ۔ کریم نگر۔

گواہ شد فضل احمد۔ صدر کریم نگر۔

پتہ مطلوب ہے

مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب واقف عارضی ایک ماہ کے لئے وقف عارضی کے لئے بھکر تشریف لائے تھے مورخہ ۲۸/۶/۶۷ کو یہاں سے صبح ۴ بجے جھنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن اس کے بعد ان کا کچھ پتہ نہیں لگ سکا کہ وہ کہاں ہیں اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی دوست کو ان کا پتہ معلوم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

(عبدالحمید سٹینو گرافر۔ کوارٹر ۵/۱۲ ٹائپ II ای منڈی ٹاؤن بھکر)

اعلان گمشدہ رسید بک

مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ کی رسید بک نمبر ۵۳۳۶ جو کہ رسید نمبر ۱ تا ۴۰ استعمال ہو چکی ہے۔ گم ہو گئی ہے۔

تمام خدام اور احباب مطلع رہیں کہ رسید بک مذکور پر اب کسی قسم کی ادائیگی نہ کی جائے۔ بلکہ اگر کہیں یہ رسید بک پائیں تو مرکز میں بھجوا کر ممنون فرمادیں۔ جزاکم اللہ۔

مہتمم مال

(مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اللہ تعالیٰ کی جس صفت سے دعا کا تعلق ہو اسکا نام لے کر دعا کرنی چاہیئے

اس رنگ میں دعا مانگنے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (سورۃ العلق آیت ۲) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"دعا کے بھی کئی طریق ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی اسی صفت سے دعا مانگی جو مقصد کے ساتھ متعلق ہو۔ زیادہ بابرکت ہوتی ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ دعا کا صحیح طریق یہ ہے کہ جس صفت سے دعا کا تعلق ہو۔ اُس کا نام لے کر دعا کی جائے۔ اگر کسی شخص کے ہاں اولاد نہیں ہوتی اور وہ یہ دعا کرے کہ اے خالق مجھے بچہ دے تو یہ دعا کا ایک صحیح طریق ہوگا۔ لیکن اگر وہ یہ دعا کرے کہ اے جبّار مجھے بچہ دے۔ یا اے قہار مجھے بچہ دے یا اے ممیت مجھے اولاد عطا کر۔ تو گو ممکن ہے اللہ تعالیٰ پھر بھی اس کے تضرع کو دیکھ کر اسے اولاد عطا کر دے۔ مگر ہر سننے والا شخص یہی کہے گا کہ یہ بڑی ردی قسم کی دعا ہے۔ وہ دعا تو یہ مانگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاں اولاد پیدا کرے اور وہ اپنی مدد کے لئے اس صفت کو پکار رہا ہے جس کا تعلق پیدا کرنے سے نہیں بلکہ مارنے کے ساتھ ہے یا قہر اور غضب کے ساتھ ہے یا مثلاً اگر ایک شخص اگر اس رنگ میں دعا کرتا ہے کہ اے ممیت خدا میرے دشمن نے مجھے سخت تنگ کر رکھا ہے تو میرے دشمن کو ہلاک کر اور مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھ تو یہ بالکل صحیح دعا ہوگی لیکن اگر وہ اس طرح دعا کرے کہ اے محی خدا۔ اے خالق خدا میرے دشمن کو ہلاک کر دے تو یہ کیسی بیوقوفی والی بات ہوگی۔ پس اگر اس صفت کو ملحوظ رکھ کر دعا کی جائے جو دعا کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو تو انسان کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ اسی حکمت کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے یہاں بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ کا اضافہ کیا اور فرمایا جب تو دعا مانگنے لگے تو اس رنگ میں دعا مانگ کہ اے خدا جس نے پیدائش عالم سے میری بعثت کو اپنی دنیا کا مقصد قرار دیا ہوا ہے میں تجھ سے اسی ارادہ کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے کامیاب کر۔ اگر تُو اس رنگ میں دعا مانگے گا تو تیری دعا بہت جلد قبول ہوگی۔ اور تو قلیل سے قلیل عرصہ میں اپنے مقاصد کو حاصل کرلے گا دوسری حکمت یہ ہے کہ جب متعلقہ صفت کو ملحوظ رکھ کر دعا مانگی جائے تو خود انسان کی امید بڑھ جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میرا کام ضرور ہو جائے گا۔ مثلاً جب یہ دعا کی جائے کہ اے خدا تُو نے کہا تھا کہ میں ساری دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کروں گا۔ اور تو نے اسی مقصد کے لئے ساری دنیا کو پیدا کیا تھا۔ اب میں تجھ کو تیری اسی صفت کا واسطہ دے کر جو تمام پیدائش عالم کا موجب ہوئی التجا اور دعا کرتا ہوں کہ دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کر دے اور اسی مقصد کو پورا کر جو پیدائش عالم کا موجب تھا۔ تو ایک طرف اللہ تعالیٰ کا فضل زیادہ زور کے ساتھ نازل ہونا شروع ہو جائے گا اور دوسری طرف خود مانگنے والے کی اپنی امید بڑھ جائے گی۔ اور اس کے سامنے یہ امر رہے گا کہ میری کامیابی میں کوئی شبہ نہیں جس کام کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں۔ وہ ضرور ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ مقصود ہے اللہ تعالیٰ کا۔ بلکہ اگر مجھ سے کوئی کمزوری بھی ہوئی تب بھی ہو جائے گا۔ پس دوسرا فائدہ دعا کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے سامنے رکھنے کا یہ ہوتا ہے کہ خود انسان کے اندر امید پیدا ہو جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میرا کام اب ضرور ہو جائے گا!"

(تفسیر کبیر جلد ۶ جز ۴ حصہ ۲ صفحہ ۲۶۹)

٭

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی دوسری کل پاکستان اردو کانفرنس

۱۴۔ اور ۱۵۔ اکتوبر ۶۷ء کو منعقد ہوگی

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے زیر اہتمام دوسری کل پاکستان اردو کانفرنس ۱۴، اور ۱۵، اکتوبر ۱۹۶۷ء کو انعقاد پذیر ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔ اس کانفرنس میں ملک بھر کے چیدہ دانشور شریک ہوکر اردو زبان ادب اور صحافت کے موضوعات پر مقالے پڑھیں گے۔

کانفرنس کے چھ سیشن ہوں گے۔ افتتاحی اجلاس کے علاوہ باقی اجلاسوں میں سے دو اجلاس زبان اور اس کے مسائل کے لئے۔ دو اجلاس ادب اور اس کے مسائل کے لئے ایک اجلاس صحافت اور اس کے مسائل کے لئے اور آخری اجلاس محسنین اردو کے تذکرہ کے لئے وقف ہونگے

اس دو روزہ اردو کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کے لئے پاکستان ویسٹرن ریلوے نے ریلوں کے کرایوں میں خصوصی رعایت کا اعلان کیا ہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

کانفرنس میں مقالہ خواں حضرات کے علاوہ دوسو کے قریب مندوبین کی شرکت بھی متوقع ہے۔

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں داخلہ

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں فرسٹ ایئر کا داخلہ یکم ستمبر ۶۷ء سے شروع ہوکر ۱۰ ستمبر ۶۷ء تک جاری رہے گا۔ داخلہ کی امیدواروں کا دینیات، انگریزی اور اردو کا امتحان لیا جائے گا۔ اسکی بنیاد پر ہی داخلہ مل سکے گا۔ فارم داخلہ دفتر جامعہ نصرت سے حاصل کیا جاسکتا ہے جو یکم ستمبر سے پہلے پہلے پُر ہوکر دفتر میں پہنچ جانا چاہیئے۔

(پرنسپل)

ماہنامہ الفرقان نصف قیمت پر

محترمہ بیگم صاحبہ جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے نیز محمد اسلم صاحب جاوید لندن نے توسیع اشاعت الفرقان کے لئے رقم بھجوائی ہے جزاہم اللہ خیرا۔

اس رقم سے چھیاسٹھ نئے خریداروں کو نصف قیمت کی رعایت دی جارہی ہے جو طلبہ اپنے نام یا کوئی دوست کسی غیر احمدی کے نام یا نادار احمدی کے نام رسالہ جاری کرانا چاہیں وہ فوراً تین روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ صرف پہلے چھیاسٹھ آرڈرز کی تعمیل ہو سکے گی۔ تعداد پوری ہوجانے پر اعلان کر دیا جائے گا۔

(مینجر الفرقان۔ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۷

اِعلان نکاح

میرے بیٹے رحمت علی کا نکاح ہمراہ مجیدہ خانم بنت سائیں محمد صاحب آف لاہور بعوض مبلغ پندرہ صد روپیہ مہر مکرم حکیم مولوی خورشید احمد صاحب شاد نے مورخہ ۱۳ ۸ ۶۷ء بعد نماز عصر مسجد گولبازار ربوہ میں پڑھا۔ احباب رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار محمد علی۔ ایوریڈی سائیکل ورکس گولبازار۔ ربوہ)